سوال

(72)جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا شرعاً درست ہے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(۱)جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا شرعاً درست ہے، یا مکروہ غیر جائز،

(۲)جنازہ سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی سورۃ کا پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟

(۳)جنازہ کی نماززور سے پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

((الحمد للّٰہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین))

(۱) سورۃ فاتحہ کا نمازجنازہ میں پڑھنا مسنون ہے (۱) ہے، احادیث مرفوعہ، وموقوفہ وآثار صحابہ سے ثابت ہے، فاضل علامہ عبدالحی لکھنوی راقم امام الکلام صفحہ ۲۳۳ میں فرماتے ہیں۔

(۱) سوال کے مطابق جواب دیا گیا ہے، ورنہ نمازجنازہ میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے،بحدیث عبادہ مرفوعاً

((اعلم انہ قدم وردت احادیث مرفوعۃ واٰثار موقوفۃ دالۃ علی شرعیۃ قراۃ الفاتحۃ بعد التکبیرۃ الاولیٰ من صلوۃ الجنازۃ ووردت بعض الاٰثار بترکہا واختلف الصحابۃ فی فعلہا وترکہا و تبع ذلک اختلاف الائمۃ فی ذلک والمرجح ذلک ھو القراۃ علی وجہ الاستحباب والسنۃ لثبوت ذلک بالاخبار المتواردۃ وھی وان کان بعضہا ضعیفۃ لکن ضم بعضہا الی بعض یعطی الوثاقۃ والقول بالکراھۃ مطلقاً۔ او بالکراھۃ نیۃ القران لابنیۃ الثناء لایدل علیہ دلیل باحد وجوہ الدلالۃ))

''اچھی طرح معلوم کرلو کہ جنازہ کی نماز میں پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنے کی مشروعیت میں مرفوع حدیثیں اور آثار موقوفہ دلالت کنندوارد ہیں، بعض آثار صحابہ سے اس کا نہ پڑھنا بھی آیا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پڑھنے نہ پڑھنے میں اختلاف کیا ہے، انہی اختلاف کی بنا پر ائمہ کا بھی اختلاف ہوا ہے، ترجیح پڑھنے ہی کو ہے، خواہ استحباب کی بنا پر خواہ مسنونیت کی بنا پر، حدیثوں کے ثابت ہونے کی وجہ سے اس امر میں گو بعض میں ضعف ہے، مگرایک دوسرے سے مل کر قوت ہوجاتی ہے، رہا مکروہ مطلق کہنا قرآن کی نیت سے پڑھنے کو مکروہ کہنا، سواس پر کوئی دلیل پائی نہیں جاتی دلالت کی کسی بھی وجوہات سے۔''

التعلیق المجد حاشیہ موطا امام محمد صفحہ ۱۳۱ میں ہے۔

((نفس القرئین ثابت فلا سبیل الی الحکم بالکراھۃ بل غایۃ الامر ان لایکون لَازِمًا))

''نفس قرأۃ سورہ فاتحہ تو ثابت ہے، لہذا اسے مکروہ کہنے کا کوئی راستہ نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں، کہ لازم فرض نہ ہو۔''

پس حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث ''دہلوی حجۃ اللہ البالغہ'' کے صفحہ ۲۸ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

((ومن السنۃ قرأۃ فاتحہ الکتاب لانھا خیر الادعیۃ واجمعھا علمھا اللہ تعالیٰ عبادہ فی محکم کتابہ))

''سورہ فاتحہ جنازہ نماز میں پڑھنا مسنون ہے، چونکہ یہ دعاؤں میں بہتر اور جامع دعا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی محکم کتاب میں تعلیم فرمائی ہے۔''

علامہ سندھی حنفی حواشی صحاح ہیں، اور فاضل حسن شرن بلالی فرماتے ہیں۔ ((ولاوجہ للمنع عنھا)) 'کوئی وجہ اس کے پڑھنے سے منع کی نہیں''۔

علامہ ترکمانی حنفی الجواہر النقی علی سنن البیھقی کے صفحہ ۳۹ ج ۴ میں فرماتے ہیں۔

((مذھب الحنفیۃ ان القرأۃ لاتجب فی صلوۃ الجنازۃ لایجب ولا نکرہ ذکرہ القدوری فی تجدیدہ))

''حنفیہ کا تو مذہب یہ ہے کہ پڑھنا جنازہ کی نماز میں نہ ہی واجب ہے، اور نہ ہی مکروہ۔''

جب حنفیہ کے نزدیک واجب بھی نہیں اور مکروہ بھی نہیں، تو پھر اس کا پڑھنا مسنون یا مستحب اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ حنفیہ کا اصل مذہب نہیں یہ پچھلے لوگوں کا مذہب ہے، (جو اس کو مکروہ کہہ دیا، اور پھر مکروہ کو مکروہ تحریمی سے بیان کیا، حالانکہ کسی معتمد فقیہ نے مطلق قرأۃ کو نماز میں مکروہ تحریمی نہیں فرمایا، ہاں اس تفصیل سے تو ضرور لوگوں نے مکروہ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ دعا کی نیت سے جائز ہے اور قرأۃ کرنے کی نیت سے مکروہ، دیکھو در مختار

((عندنا تجوز بنیۃ الدعاء (کبیری شرح منیۃ المصلی ص ۵۴۶ ولو قرأ الفاتحہ بنیۃ الثناء الدعاء جائز))

بحر الرائق میں محیط اور تجنیس صاحب ہدایہ سے ہے۔

((ولو قرأ الفاتحہ فیھا بنیۃ الدعاء فلا باس فی الاشیاء قالوان المَاموم اذا قرأ الفاتحہ فی صلوۃ الجنازۃ بنیۃ الذکر لایحرم علیہ))

مقتدی کو بھی ذکر کی غرض سے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا حرام نہیں، جو مطلق پڑھنے کو مکروہ وہ بھی تحریمی کہے، وہ بڑا ہی جاہل اور مذہب سے ناواقف ہے۔

مالابدمنہ کے صفحہ ۹۳ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں، اکثر علماء کرام برانند کہ فاتحہ ہم بخواند، اکثر علماء اس پر ہیں کہ جنازہ میں سورہ فاتحہ بھی پڑھیں۔

قاضی صاحب نے مرتے وقت اپنے وصیت نامہ میں وصیت کی ہے کہ میرے جنازہ میں سورہ فاتحہ بھی پڑھنا، دیکھو ان کا وصیت نامہ مع بالابدمنہ صفحہ ۱۹۱ وبعد تکبیر اولیٰ سورۃ فاتحہ ہم خوانند ہاں قرأۃ کی ن یت سے جو پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے، شامی اس کو کراہت تحریمی سے تعبیر کرتے ہیں، جو ٹھیک نہیں، بلکہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ قرأۃ الجوناز فی صلاۃ الجنائز میں اس کراہت کو کراہت تنزیہی فرمایا ہے جو اولیت کے مدمقابل ہے۔ ((ماتصد ھو محمول علی الکراھیۃ التزیھیۃ التی ھی خلاف الاولیٰ کما لایخفی)) مجھے بڑا ہی تعجب معلوم ہوتا ہے، اُس مدعی علم سے کہ باوجود احادیث نبویہ و آثار صحابہ سے اس کے پڑھنے کے ثبوت ہوتے ہوئے مکروہ کہے وہ بھی تحریمی ہو، نبی ﷺ نے کس نیت سے پڑھی تھی، سورہ فاتحہ، یا ارشاد فرمایا وہ آپ کے بے بتلائے کون کہہ سکتا ہے، اور جو کہے وہ بے دلیل ہے۔ ((لان فیۃ الثناء امر مبطن لایعلم الا من الفاعل قال الفاضل حسن الشر نبلالی حکاہ عنہ))

فاضل لکھنوی حنفی تعلیق امام الکلام المسمی غیث الغمام میں فرماتے ہیں۔ ((مع انہ باطن فی نفسہ ایضا فان اختلاف النیۃ امر باطن لایطلع علیہ احد الابیان من نوی)) لو سنو ہم اب اولاً مرفوع روایتوں کو بیان کرتے ہیں۔

(۱) ((عن جابر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ ﷺ یکبر علٰی جنائز اربعاً و یقرأ بفاتحۃ الکتاب فی التکبیرۃ الاولیٰ رواہ الحاکم فی المستدرک والامام الشافعی فی کتاب الام قلت فیہ محمد بن عبداللہ بن عقیل قال الترمذی فی جامعہ فی باب مفتاح الصلوۃ الطہور ھو صدوق وقد تکلم فیہ بعض اھل العلم من قبل حفظہ و سمعت محمد بن اسمٰعیل یقول کان احمد بن حنبل و اسحٰق بن ابراہیم والحمیدی یحتجون بحدیث عبداللہ بن محمد بن عقیل قال محمد ھو مقارب الحدیث))

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے جنازوں پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے، اور پہلی تکبیر میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔''

(۲) ((عن ام شریک الانصاریۃ الت امرنا رسول اللہ ﷺ ان نقرأ علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب رواہ ابن ماجۃ قلت فیہ شھر بن حوشب قال ابن الھمام فی فتح القدیر ص ۱۱۱ الصحیح فی شھر التوثیق وثقہ ابو زرعۃ واحمد و یحیٰ و یعقوب بن شیبۃ قلت وکذا رجح توثیقہ العلامۃ الترکمانی الجواہر المنقی۔ والزیلعی فی نصب الرایۃ لہ وحماد بن ضعفر العبدی البصری قال ابن معین ثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات علٰی مافی تھذیب الحافظ))

ام شریک انصاریہ فرماتی ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم جنازہ پر سورہ فاتحہ پڑھیں۔

(۳) ((وعن ام عفیف قالت بایعنا رسول اللہ ﷺ حین بایع النساء فاخذ علیھن ان لایحدثن الرجل الامحرما وامرنا ان نقرأ علی میتنا بفاتحۃ الکتاب رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ عبدالمنعم ابو سعید و ھو ضعیف کذافی مجمع الزوائد فی المجلد الثانی ﷺ وذکر ھذا الحدیث ایضاً الحافظ ابن حجر فی الاصاب جلد ۴ ص ۴۷۷ لفظ الاصابۃ علی جنائنا))

ام عفیف نہدیہ فرماتی ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیعت لی، جبکہ آپ نے عورتوں سے بیعت لی تھی، آپ نے ان عورتوں سے بیعت میں عہد لیا تھا کہ تم غیر محرم مرد سے باتیں نہ کرنا اور ہمیں حکم فرمایا تھا کہ ہم اپنے جنازوں میتوں پر سورۃ فاتحہ پڑھیں۔

(۴) ((وعن اسماء بنت یزید قالت قال رسول اللہ ﷺ علی الجنازۃ فاقرأوابفاتحۃ الکتب رواہ االطبرانی فی الکبیر وفیہ مولٰی بن حمران ولم احد من ذکرہ وبقیۃ رجالہ موثقون فی بعض ھم کلام کذافی مجمع الزوائد))

''اسماء بنت یزید بن السکن خطیبہ النساء فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر فرمایا پڑھو، سورہ فاتحہ کو۔''

(۵) ((وعن ابن عباس قال اُتی بجنازۃ جابر بن عتیک اوقال سھل بن عتیک وکان اول من صلی علیہ فی موضع الجنازہ فتقدم رسول اللہ ﷺ فکبر فقرأ بام القراٰن فجھر بھا ثم کبر الثانیۃ فصلی علی نفسہ وعلی المرسلین ثم کبر الثالثۃ فدعا للمیت الحدیث رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ یحیٰ بن یزید بن عبدالملک النوفلی وھو ضعیف کذافی مجمع الزوائد))

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جابر بن عتیق یا سہل بن عتیق (شک راوی کا) کا جنازہ آپ کے سامنے لایا گیا، سب سے پہلے جنازہ تھا، جو مخصوص جنازہ پڑھنے کی جگہ میں پڑھا گیا، سو آپ آگے بڑھے، اور تکبیر کہی، پھر سورہ فاتحہ زور سے پڑھی، پھر دوسری تکبیر کہی، اور اپنی ذات پر اور تمام رسولوں پر درود شریف پڑھا، پھر تیسری تکبیر کہی اور میت کے لیے دعا کی۔''

یہ تو ہوئیں، صریح مرفوع روایتیں جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے میں اب ہم وہ روایتیں ذکر کرتے ہیں جنہیں صحابہ نے تورعاً حضرت ﷺ کا نام نہیں ذکر کیا اور وہ روایتیں مرفوع ہیں۔

(۱) دیکھو صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قراۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ ((عن طلحۃ بن عبداللہ بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس علی جنازۃ فقرأ بفاتحۃ الکتٰب قال لتعلموا انھا سنۃ قلت لھذا لحدیث الفاظ وقد رفعہ صریحاً بعض الرواۃ عنہ الاان الترمذی قال فی الجامع الصحیح عن ابن عباس قولہ من السنۃ)) ''طلحہ بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے ابن عباس کے پیچھے ایک

جنازہ کی نماز پڑھی، توانہوں نے سورہ فاتحہ بھی پڑھی بعد میں دریافت کرنے پر کہاکہ تم معلوم کرلوکہ یہ سنت ہے۔''

(۲) ((عن ابی امامۃ بن سہل بن حنفی وکان من کبراء الانصار وعلماء ھم وابناء الذین شہدوا بدرا مع رسول اللہ ﷺ ان رجلا من اصحاب لانبی ﷺ اخبرہ ان السنۃ فی الصلوۃ علی الجنازۃ ان یکبر الامام ثم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اخرجہ الطحاوی فی معانی الاثار والشافعی فی الام ومسندہ والبیھقی وسند الحطاوی لامطعون فیہ وکذا البیھقی الا ان فی روایۃ البیھقی اخبرہ رجال من اصحاب النبی ﷺ بدل رجل وقال قال الزھری وحدثنی بذلک ابوامامۃ وابن المسیب یسمع فلم ذلک علیہ ابن شہاب فذکرت الذی اخبرہ ابوامامۃ من السنۃ فی الصلوۃ علی المیت لمحمد بن سوید فقال وانا سمت الضحاک بن قیس یحدث عن جیب بن مسلمۃ فی صلاۃ صلھا عل المیت مثل الذی حدثنا ابوامامۃ رضی اللہ عنہ))

''ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف جوکہ انصار کے بڑوں میں سے ہے، اوران کے علماء میں سے ہیں، اوربدریوں کے فرزند انہیں کئی ایک نبی ﷺ کے اصحاب نے بتایاکہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ کہ تکبیرکہے، پھر سورہ فاتحہ پڑھے۔''

(۳) ((عن ابی امامۃ بن سہل بن حنفی یحدث السعید ابن المسیب قال الفتح فی الصلوۃ علی الجنازۃ ان تکبر ثم تقرأ بام القرآن ثم تصلی علی النبی ﷺ ثم تحلص الدعاء للمیت وَلَا تتقرأ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ اخرجہ ابن الجارود فی المنتقی ص ۲۶۵ قال الحافظ فی فتحہ بعد ان اخرجہ من کتاب عبدالرزاق والنسائی اسنادہ صحیح قلت اخرجَہ ایضًا ابن ابی شیبۃ فی مصنفۃ فی الجزء الرابع ص ۱۱۱ وابن حزم فی المحلی جلدہ ص ۱۳۰))

''ابوامامہ، مذکورنے سعید بن المسیب سے کہا، جنازہ کی نماز میں سنت یہ کہ تکبیرکہے، پھر سورہ فاتحہ پڑھے، پھر درود پڑھے، پھر خالص دعاکرے، قرأۃ صرف پہلی ہی تکبیر میں پڑھے۔ (شیبہ)''

صحابی جب من السنۃ کہے، تووہ حدیث بھی مرفوع ہی ہوتی ہے، تمام محدثین کے نزدیک امام نووی مقدمہ شرح صحیح مسلم صفحہ ۷ امیں فرماتے ہیں۔

((واما اذاقال الصحابی امرنا بکذا اونھینا عن کذا اومن السنۃ کذا فکلہ مرفوع علی المذھب الصحیح الذی قالہ الجمھور من اصحاب الفنون قال ابن الھمام فی الفتح قول الصحابی من السنۃ حکمہ الرفع عنہ الجمھور ذکرہ فی الحج))

علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ ظفر الاصانی فی شرح مقدمہ جرجانی صفحہ ۱۱۳ میں بعد طویل بحث کے فرماتے ہیں۔

((اقول والاحسن عندی فی ھذا المبحث مذھب ائمۃ الحدیث وعلیہ اعتمادی))

''میری اس مبحث میں ائمہ حدیث کا مذہب بہت اچھا ہے، اسی پر میرا اعتماد بھی ہے۔''

اب چند آثار صحابہ کوملاحظہ فرمادیں۔

(۱) ((عن عبید بن السباق قال صلی بنا سھل بن حنیف علی جنازۃ فلما کبر التکبیر الاولیٰ قرأ بام القرآن حتی اسمع من خلفہ اخرجہ البیھقی فی السنن ج ۴ ص ۳۹ والدرقطنی ج ا ص ۱۹۱ وابن شیبۃ فی المصنف فی الجزء الرابع ص ۱۱۳))

''عبید بن سباق فرماتے ہیں کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک جنازہ پڑھایا، پہلی تکبیر کہی توسورہ فاتحہ پڑھی، اس طرح کہ مقتدیوں کوبھی سنایا۔''

(۲) ((روی ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعود انہ قرأعلی الجنازۃ بالفاتحۃ کذافی المحلی للشیخ سلام اللہ الدھلوی والمحلی لابن حزم ج ۵ ص ۱۲۹ والبیھقی ج ۴ ص ۳۹ وابن المنذر وسعید بن منصور))

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھی۔''

(۳) ((ان المسور بن فخرمة صلى على جنازة فقرأفي التكبيرة الاولىٰ فاتحة الكتاب وسورة تصيرة ورفو بهما صوته اَخرجه ابن حزم في المحلى ج ۵ ص ۱۲۹))

''مسور بن مخزمہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ایک جنازہ پر پہلی تکبیر میں سورہ فاتحہ اور ایک چھوٹی سی سورت پڑھی اونچی آواز سے۔''

(۴) ((عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انه كان يقرأ بام القراٰن بعد التكبير الاولىٰ على الجنازة اخرجه الامام الشافعي في كتاب ام ج ا ص ۲۶۶ والمسند ايضاً قال الامام الشافعي وبلغنا ذلك عن ابي بكر الصديق وسهل بن حنيف وغيرهما من اصحاب النبي ﷺ))

''عبد اللہ بن عمرو بن العاص تکبیر اولیٰ کے بعد جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے، ابو بکر صدیق اور سہل بن حنفی اور دیگر صحابہ سے بھی اسی طرح آیا ہے۔''

(۵) ((عن مجاهد رحمه الله قال سأئلت ثمانية عشر رجلا من اصحاب رسول الله ﷺ عن الصلوة على الجنازة فتكلهم يقول كبر ثم اقرأ فاتحة ثم كبر ثم صلّ على النبي ﷺ كذا في غنية الطالبين للشيخ عبد القادر الجيلاني في فصل صلوٰة الجنازة ج ۲ ص ۱۴۸ ورواه الاثرم ذكره الشر نبلالے نقلا عن اسناده عن قاسم بن قطلوبغا على م في التعليق المجد))

''مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں اٹھارہ حضرت ﷺ کے صحابیوں سے جنازہ کی نماز کے متعلق دریافت کیا، سب نے یہی کہا کہ تکبیر کہہ پھر سورۃ فاتحہ پڑھ، ج پھر تکبیر کہہ، اور درود پڑھ اور بھی صحابہ کے آثار ہیں، جنھیں اختصار کی غرض سے ترک کیے دیتا ہوں۔''

امام ابن حزم نے جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے والوں میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ابو داؤد رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو محلی صفحہ ۱۳۰ ج ۵ میں بیان کیا ہے، تابعینوں میں سے بھی بہت سے افراد ایسے ہیں، جو جنازہ میں سورہ فاتحہ کو مسنون جانتے ہیں، خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح میں نقل فرمایا ہے۔

((قال الحسن يقرأ على الطفل بفاتحة الكتاب ويقول اَللّٰهُمَّ اجْعَلْه لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَاَجرًا))

''خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں بچے پر سورۃ فاتحہ اور ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْه لَنَا)) اخیر تک پڑھا جائے۔''

غرضیکہ سورہ فاتحہ جنازہ کی نماز میں پڑھنا نبی ﷺ اور صحابہ و تابعین سے ثابت ہے، جو یہ کہے کہ کسی صریح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں وہ محض لغو کہتا ہے، اس نے ان حدیثوں کو یا تو دیکھا ہی نہیں، یا اگر دیکھا بھی ہے تو نفسانیت و عصبیت کے نقاب نے بصارت قلبی پر پورا قبضہ کر رکھا ہے، بھلا کوئی ان صحاح صراع کا انکار ذوی البصارت کر سکتا ہے۔ اللہ میاں اُسے نیک سمجھ دے، فاضل ابن الھمام سے بھی ایک ایسی ہی غفلت ہوگئی ہے کہ انہوں نے بھی لکھ دیا کہ ((لم يثبت القراٰة عن رسول الله ﷺ كام في الفتح)) اس قدر واضح بات کا انکار کرنا ان جیسے محقق کی شان سے بعید ہے۔ ہم نے تھوڑی دیر کے لیے تسلیم بھی کر لیا، تب بھی ان کے اس کہنے سے سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی حرمت ثابت نہیں ہو سکتی، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ الجوائز میں فرماتے ہیں۔ ((اذا كل مالم يثبت فعل عليه السلام لم يلزم من ان يكون حراماً او مكروهاً بل يتوقف حكمها علىٰ نهى قطعي او ظن)) اس لیے کہ جس چیز کا کرنا آپ سے ثابت نہ ہو، اس سے یہ لازم نہیں آیتا، کہ ہو چیز حرام یا مکروہ ہے، بلکہ ان دونوں کے حکم کے لیے قطعی ممانعت یا ظن کا ثبوت چاہیے، اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ سے یعنی جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت کسی ایک حدیث میں بھی ثابت نہیں، اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ سے یعنی جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت کسی ایک حدیث میں بھی ثابت نہیں صرف حدیث ((اَخْلِصُوْالَهُ الدُّعَاءِ)) سے استدلال کیا ہے یہ بھی بڑی جدوجہد کے بعد انہیں دلیل ملی ہے، فاضل علامہ عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ غیث الغمام صفحہ ۸۳۸ میں فرماتے ہیں، ((وغاية ما استدل به اصحابنا هو حديث ابي هريرة رضى الله عنه مرفوعاً اذاز صليتم على الميت فاخلصوا له الدعاء وهولاء يثبت منع القراٰة بل الغرض منه الاكثار في الدعاء للميت والاخلاص فيه يستجاب فافهم واستقم)) بہت بہت کر کے جانفشانی سے اگر ہمارے حنفیوں کو دلیل ملی جس سے انہوں نے مذہب کی دلیل پکڑی ہے، وہ صرف ابو ہریرۃ کی حدیث ہے، مرفوع کہ تم جب میت کے لیے نماز پڑھو، تو خلاصیت سے اس کے حق میں دعا کرو، سو اس سے پڑھنے کی ممانعت نہیں ثابت ہو سکتی، بلکہ اس سے تو صرف اسی قدر غرض ہے، کہ خوب خلاصیت کے ساتھ میت کے حق میں دعا کرنا چاہیے تاکہ دعا قبول ہو، آسان بات کو سمجھو، سیدھی راہ چلو۔

امام ابن حزم محلی صفحہ ۱۳۰ میں فرماتے ہیں۔

((واحتج من منع من قرأة القرآن فیها بان قالوا اروی عن النبی ﷺ اَخلِصُوالہٗ الدعاء وقال ابو محمد ھذا حدیث ساقط ما روی قط منم طریق یشتغل بھا ثم لو صح لما منع من القرآة لانہ لیس فی اخلاص الدعاء المیت عن القرآة و نحن نخلص لہ الدعاء و فقرا کما اُمِرْنَا))

جنازہ کی نماز میں پڑھنے والوں نے حدیث ((اَخلِصُوالَہُ الدُّعَاء)) سے استدلال کیا ہے، امام ابن حزم کہتے ہیں اولاً تو یہ حدیث بھی قابل حجت نہیں، اور نہ ہی ایسے طریق سے وارد ہے کہ اس کے جواب میں مشغولتی کی جائے، ثانیاً اگر اس کی صحت کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی پڑھنے کی ممانعت نہیں ہو سکتی، اخلاص دعاء مانع قرآۃ نہیں، ہم اخلاص بھی دعا میں کرتے ہیں، اور پڑھتے بھی ہیں، جس طرح ہمیں شارح علیہ السلام کا حکم ہوا، علامہ فاضل لکھنوی تعلیق المجد صفحہ ۱۳۱ میں فرماتے ہیں، حسن شرنبلای صاحب مراقی الفلاح نے ایک رسالہ بنام ((النظم المستطاب الحکم القرآۃ فی صلوۃ الجنازۃ بام الکتاب تصنیف)) کیا ہے۔ ((وفیھا علی من ذکر الکراھۃ بدلائل شافیۃ وھذا ھوالاء لی لثبوت ذلک عن رسول اللہ ﷺ)) اس میں کراہیت کہنے والوں پر کافی شافی دلیلوں سے رد کیا ہے، اور یہ اولیٰ ہے، حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب سے ثابت ہونے کی وجہ ہے۔ ۔ واللہ اعلم۔

جواب نمبر (۲) :... سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی ایک سورت کا ملانا شرعاً درست ہے، حدیث مسور بن مخرمہ نمبر ا آثار صحابہ میں دیکھو، نیز ((عن طلحۃ بن عبد اللہ بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس علیٰ جنازۃ فقرا بفاتحۃ الکتاب و سورۃ وجھر حتی اسمعنا فلما فرغ اخذت بیدہ فسألتہ فقال سنۃ وحق اخرجہ النسائی وابن الجارود فی المنتقی ص ۲۶۴ وسنادھما صحیح وذکر السورۃ ابن الجارود باسانید کلھا صحاب جیاد وماقلہ البیھقی ذکر السورۃ غیر محفوظ فقد تعقب علیہ العلامۃ الترکمانی فی الجواھر النقی ج ۴ ص ۳۸ وقال بل ھو محفوظ رواہ النسائی عن الھیثم بن ایوب عن ابراھیم بن سعد بسندہ))

''طلحۃ بن عبد اللہ بن عوف نے کہا میں نے ابن عباس کے پیچھے جنازہ کی نماز پڑھی، انہوں نے سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ زور سے پڑھی، سلام کے بعد میں نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا، اور دریافت کیا تو مجھے جواب دیا کہ یہ سنت اور حق ہے، واللہ اعلم۔''

جواب نمبر (۳) :... نماز جنازہ کو زور سے پڑھنا شرعاً درست ہے، دیکھو مستورد بالا حدیثیں، نیز منتقی لابن الجارود ص ۲۶۴ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے لفظ یہ ہیں۔ ((انما جھرت لا علمکم انھا سنۃ والامام کفاھا)) زور سے پڑھنا درست نہ ہوتا تو یہ روزے پڑھ کر یہ نہ فرماتے۔ نیز جنازہ زور سے پڑھنا نبی ﷺ سے بھی ثابت ہے۔ دیکھو فتح القدیر صحہ ۱۹۱۰۲ ج ا ((روی ابو داوٗد عن واثلۃ بن الاسقع قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ علی رجل من المسلمین فسمعتہ یقول اَللّٰھُمَّ ان فلان بن فلان فی ذمتک و حبل جوارک الحدیث وروی ایضاً حدیث ابی ھریرۃ سمعت من النبی ﷺ یقول اَللّٰھُمَّ رَبُّھَا وَاَنت خَلَقتَھَا اَنت ھدیتھا للاسلا)) ''واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نماز پڑھائی ہمیں رسول الہ ﷺ نے ایک مرد مسلمان کی میں نے سنا، آپ کو کہتے ہوئے، ((اَللّٰھُمَّ ان فلان بن فلان)) اس جگہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے ((فی ذمتک و حبل جوارک)) اخیر تک اور نیز مروی ہے، ابو ہریرۃ سے انہوں نے کہا میں نے نبی ﷺ کو کہتے سنا ((اَللّٰھُمَّ اَنتَ رَبُّھَا)) اخیر تک۔''

ان حدیثوں سے صاف اور واضح طور سے ثابت ہوا کہ جنازہ زور سے پڑھنا، حضرت ﷺ سے ثابت ہے، اسے مکروہ کہنا عصبیت سے خالی نہیں، جو کام نبی ﷺ سے ثابت ہو، اُسے برا کہنا برا جاننا مکروہ کہنا ایک مسلم انسان کا دل کیونکر گوارا کر سکتا ہے، اُس نے تو اپنے نبی کے فعل پر حرف گیری کی، اللہ میاں نیک توفیق دے، ماحصل اس کا یہ ہے کہ جنازہ میں سورۃ فاتحہ اور کوئی ایک سورۃ کا پڑھنا اور نیز جنازہ کی نماز آواز سے پڑھنا شرعاً ثابت ہے، مکروہ یا حرام کہنا بے علمی و بے خبری کا ثمرہ ہے، واللہ اعلم، ((وعلمہ اتم و احکم ہزا ما سنح ببالی الفاتر وانا الراجی رحمۃ اللہ ربہ،)) ابو عبد الکبیر محمد، عبد الجلیل السامرودی کان اللہ لہ، حررہ ثمان و عشرین من رجب المرجب احد من شھور سنۃ اثنین و خمیس وثلاثما بعد الالف و صلی اللہ النبی و آلہ و اصحابہ و سلم،

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد05ص140-151

محدث فتویٰ